محترم المقام جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلے میں کہ

تبلیغی جماعت کے ایک دھڑے کے سربراہ مولوی سعد صاحب کے بیانات ہم لوگوں کے درمیان مسلسل تشویش پیدا کر رہے ہیں۔

شروع میں مشہور ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے فتوی کے بعد انہوں نے رجوع کر لیا ہے۔ مگر اب تک ویسے اور اس سے سخت گمراہ کن بیانات جاری ہیں۔

پھر ایک خطرناک صورتحال یہ پیدا ہوئی کہ مولوی سعد صاحب سے متعلق کارکنان ومقررین انہی غلط بیانات کو علاقے علاقے میں بہت زور دے کر دہرا رہے ہیں۔ اس طرح انکی بیان کردہ باطل نظریات امت کے ہر طبقے میں عام ہو کر مضبوط ہو رہے ہیں

اب مولوی سعد صاحب کے نئے بیانات جو کئی کئی ملکوں میں جا کر کئے گئے اور اندرون ملک بڑے اجتماعات میں کئے گئے اس میں جناب نے اپنی باتوں کو بہت زور دے کر کہا کہ یہی صحیح ہے۔ اور جمہور علماء ومشائخ کی باتوں کی سخت الفاظ میں تردید کر رہے ہیں۔

گو علماء حق صحیح عقیدہ اور صحیح نظریہ بتلا رہے ہیں اور امت میں تیزی سے پھیل رہے غلط عقائد و نظریات کی اصلاح کی غرض سے کتنے ہی احسن طریقے سے کوشش کر رہے ہیں مگر عوام مولوی سعد کی باتوں کو ہی درست مان رہی ہے، کیونکہ مولوی سعد کے کارکنان یہ باور کرا رہے ہیں کہ مولوی سعد حق پر ہیں اور معمولی سبقت لسانی سے کسی کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ اس طرح امت بھی ان گمراہیوں کو "ہلکا اور معمولی" مان کر مولوی سعد کو اپنا پیر مان کر انکی باتوں کو نہ صرف قبول کر رہی ہے بلکہ خوب خوب عام بھی کر رہی ہے۔

اس سے نقصان یہ ہو رہا ہے کہ عوام ان علماء حق سے کٹتے جا رہے ہیں جو صحیح بات بتا رہے ہیں۔

اور مولوی سعد کے کارکنان ان حق گو علماء سے نفرت کر بھی رہے ہیں اور نفرتیں پھیلا بھی رہے ہیں۔

نتیجتاً عوام تک حق پہونچانا دھیرے دھیرے مشکل اور ناممکن ہوتا جا رہا ہے اور بڑی کثیر تعداد کا بہت سنگین گمراہی کی راہ پر پڑ جانے کا راستہ ہموار ہو چکا ہے۔

علماء کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، انھیں غلط کہنے کو تیار نہیں ہے، بل کہ ان کی باتوں کی غلط تاویل کر رہی ہے، ان کا شرعا کیا حکم ہو گا؟

حضرات مفتیان کرام سے دست بستہ گزارش ہے کہ برائے مہربانی مضبوط ومدلل رہنمائی فرمائیں ورنہ امت کا بڑا حصہ اہلسنت والجماعت سے منحرف ہو جائے گا۔

جزاک اللہ خیرا واحسن الجزاء

المستفتی: مشکور عالم صدیقی۔ ممبئی۔ مہاراشٹر

مؤرخہ ۲۵ / صفر المظفر ۱۴۴۷ بمطابق ۲۰ / اگست ۲۰۲۵

Address: 103, B Wing, First Floor, Ark Compound, Near Masjid-E-Umar RA, Kadar Palace, Kausa Mumbra, Thane 400612, MH

پتہ: ۱۰۳، بی ونگ، پہلا منزلہ، آرک کمپاؤنڈ، نزد مسجد عمرؓ، قادر پیلس، کوسہ، ممبرا، ضلع تھانہ ۴۰۰۶۱۲، مہاراشٹر

Mobile: 90295 50090 – Email: shahwaliullahfiqhacademy@gmail.com

الجواب:- حامداو مصلیاو مسلما: اکابر دارالعلوم دیوبند و دیگر اکابرین ہند کی مولوی سعد کے افکار و نظریات سے متعلق سخت اصلاحی تحریر آنے کے بعد بھی مولوی سعد کی طرف سے مجمع عام بل کہ تبلیغی اجتماعات میں تحریف دین، انبیاء کی بے ادبی، تنقیص، خلاف شریعت اور تبلیغ کے دیگر طریقوں کی تخفیف و تحقیر جیسی باتیں کھلم کھلا نیز مسلسل ہو رہی ہیں، یہ سب باتیں عمداً و قصداً قسمیں کھا کھا کر کہی جارہی ہیں اور ان کے معتقدین الہامی باتیں قرار دے رہے ہیں، "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق اس میں اصلاح کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔

کسی بھی شخص کے بارے میں رائے دو وجوہات میں سے کسی ایک وجہ سے قائم ہوتی ہے:
۱: اس شخص کے عقائد و نظریات اور اعمال و مسائل کی وجہ سے جو خود اس کی تحریر یا تقریر میں ہوں۔
۲: اس شخص کے ان عقائد و نظریات اور اعمال و مسائل کی وجہ سے جو دوسروں کی تحریر یا تقریر میں اس شخص کے بارے میں ہوں۔

اول وجہ درست اور حتمی ہے جبکہ دوسری وجہ سے قائم کی گئی رائے کو حتمی نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں اگر کسی شخص کے بارے میں دوسروں کی تحریر و تقریر سے کوئی رائے قائم ہو جائے اور پھر اسی شخص کی تحریر و تقریر اس کے خلاف مل جائے تو اپنی رائے بدل دینی چاہیے۔
واضح رہے کہ جناب مولوی سعد کی تقریر میں پائی جانے والی خلاف دین و شریعت بے شمار باتوں میں سے مشتے از خروارے بہ طور نمونہ چند باتوں کو مستقل کتابچوں میں جمع کر دیا گیا ہے، جو محفوظ بھی ہے، اسے پڑھ کر کتاب و سنت کا علم رکھنے والا متکلم کو گمراہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔
اکابر دارالعلوم کی تحریر میں جناب مولوی سعد کی بہت سی گم راہ کن باتوں کو بیان کیا گیا ہے، جس پر مولوی سعد کے بہ ظاہر رجوع کے بعد دوبارہ سہ بارہ اسے مجمع عام میں لوٹایا گیا، بل کہ بے باک طریقہ پر اس جملے کا اضافہ بھی کیا "چالیس دن تک موسی علیہ السلام نے دعوت الی اللہ کا کام نہیں کیا، یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں کہ صرف چالیس رات موسی علیہ السلام نے دعوت الی اللہ کا عمل نہیں کیا۔"
گویا حضرت موسی علیہ السلام کی شان میں جان بوجھ کی بے ادبی اور گستاخی کی گئی۔

اس کے بعد۔۔۔

۲۰۱۸ء میں اورنگ آباد کے اجتماع میں سید المرسلین ﷺ کے ایک واقعہ پر طنز کیا، پھر ۲۰۱۹ء میں سیدنا سلیمان علیہ السلام پر نکتہ چینی کی، اور ۲۰۲۳ء میں موسیٰ علیہ السلام پر جیسا کہ عرض کیا گیا، ۲۰۱۸/۹/۱۰ء بعد فجر کے بیان میں عمومی طور پر ایک معاملہ میں نبی ﷺ کے علاوہ سارے انبیاء علیہم السلام پر نقد کیا ہے، اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام پر نہایت خطرناک انداز سے نکتہ چینی کی ہے، ان میں سے کسی بھی جرم سے رجوع ثابت نہیں ہے، اور انبیاء کی شان میں یہ حملے مسلسل بڑھتے ہی جارہے ہیں، بس اللہ تعالی ہی جانتے ہیں کہ کب وہ انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرت کے بارہ میں نکتہ چینی سے باز آئیں گے۔

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے خط میں مولوی سعد کی طرف سے دعوت کے کام کو فرض عین کہنے اور اپنی طرف غلط نسبت پر تنبیہ اور نکیر فرمائی تھی، (خط محفوظ ہے) جس پر مولوی سعد نے رجوع کا دھوکہ دے کر آئندہ ایسی باتوں سے براءت کا اظہار کیا تھا، مگر ہوا کیا وہی ڈھاک کے تین پات، اس کے بعد مسلسل اپنے بیانوں میں شدومد سے ان ہی باتوں کو دہرایا گیا بل کہ مزید ڈھٹائی سے قسمیں کھا کھا کر دہرایا گیا۔

مولوی سعد صاحب نے ۲۹ جون ۲۰۲۴ء کو روانگی کی ہدایات میں کہا:
"سب سے بڑا فریضہ دعوت الی اللہ کا ہے، جو انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد ہے، اجتماعی طور پر امت نے دعوت کو چھوڑا ہوا ہے، وہ سمجھتے ہیں دعوت دینا کوئی فرض نہیں، لازم نہیں ہے؟ حالاں کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے جس طرح ایمان باللہ فرض عین ہے، ہر مسلمان مرد و عورت کے ذمے اتنا ایمان سیکھنا فرض عین ہے جتنا ایمان اُس کو حرام سے روک دے، اس طرح ہر مومن مرد و عورت کے ذمے دعوت دینا بھی فرض عین ہے،

یہ کیسی حیرت کی بات ہے کہ آپ ایمان کے یہاں تو کہتے ہیں ہاں فرضِ عین اور دعوت کے بارے میں کہتے ہیں فرض کفایہ ہے! آپ نے کتنا غلط سوچا ہے، آپ نے کتنا غلط سوچا ہے، یہ آپ نے کتنی بڑی بے انصافی کی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایمان تو فرض عین ہے، مگر دعوت فرضِ کفایہ"۔

نیز مولانا نے یوپی جوڑ ۳۰/ جون ۲۰۲۴ء بعد فجر کے بیان میں کہا:
"اس امت کی نقل وحرکت یہ دعوت کا اصل قوام ہے، خروج دعوت کا قوام ہے؛ کیوں کہ دعوت کا فریضہ خروج کے بغیر ادا ہو نہیں سکتا، آپ خود جا کر دعوت دیں تو دعوت کا فریضہ ادا ہو گا، وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اس زمانے میں دین کی باتوں کو پھیلانے کے لیے رواجی طریقوں کا استعمال اب غالب آگیا ہے اور دعوت کی سنت ختم ہو رہی ہے"۔

ایک جگہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
"میری بات توجہ چاہیے، اللہ کا وعدہ یہ ہے کہ جو دین کا پیغام لوگوں تک خود پہنچائیں گے، نہ کسی کتاب سے، نہ کسی اخبار سے، نہ کسی پمفلٹ سے، نہ کسی آلے کے ذریعے سے؛ بلکہ دین کا پیغام خود پہنچائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے اپنے غیر کا خوف نکال دیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے قرآن میں: الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسلت اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللهَ جو اللہ کے دین کا پیغام لوگوں تک خود پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں سے اپنے غیر کا خوف نکال دیں گے، ربعی بن عامر نے بادشاہ سے کس طرح بات کی؟ جس طرح کسی غلام سے کی جائے، جس رعب سے اللہ نے محمد ﷺ کی مدد کی ہے وہ رعب اللہ نے قیامت تک کے لیے دعوت پر رکھ دیا ہے، جس رعب سے اللہ نے محمد ﷺ کی مدد کی ہے، وہ رعب قیامت کے لیے دعوت پر رکھ دیا ہے؛ اس لیے قرآن میں صاف کہا ہے، جو اللہ کے دین کا پیغام اللہ کے بندوں تک خود جا کر پہنچائیں گے، میں جس طرح کہہ رہا ہوں اللہ کی قسم! یہی اصل ہے، دیکھا آپ کو شیطان نے دھوکہ دیا ہے، پٹی پڑھائی ہے کہ دین کی دعوت دینے کا کوئی ایک طریقہ نہیں ہے، یہ میں کہتا ہوں کہ اس سنت کو ضائع کرنے کی سوچ ہے یہ، جو لوگ یہ کہتے ہیں نہ کہ دعوت دینے کا کوئی ایک طریقہ نہیں ہے، جس طرح چاہو دعوت دو، پہلے ان سے پوچھیے کہ آپ یہ کہیے کہ نماز پڑھنے کا کوئی ایک طریقہ نہیں، نماز جس طرح چاہو پڑھو، جس طرح تمہارا دل چاہے اُس طرح پڑھو؟ پہلے آپ، پہلے آپ نماز لائیے نبی کے طریقے کے خلاف پھر ہم سنیں گے کہ آپ نبی کے طریقے کے خلاف دعوت کا کون سا طریقہ بتانے چاہتے ہیں، یہ میں آپ سے کھول کر کہہ رہا ہوں، اللہ کی قسم! جس طرح نبی کے طریقہ نماز کا کوئی متبادل نہیں ہے، اس طرح نبی کے طریقہ دعوت کا کوئی متبادل نہیں ہے، صاف صاف بات کر رہا ہوں، قرآن نے صاف کہہ دیا ہے کہ جو اللہ کے بندوں تک اللہ کا پیغام خود پہنچائیں گے اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں سے اپنے غیر کا خوف نکال دیں گئے۔" (انتہی)
یعنی مولوی سعد صاحب کا یہ کہنا کہ جس طرح نماز کا خاص طریقہ ہے وہ بدل نہیں سکتا، دعوت کا بھی طریقہ ہے وہ بدل نہیں سکتا، یہ احداث فی الدین نہیں ہے؟ کیا اب بھی اس میں تاویل کوئی گنجائش ہے؟

ابھی حال ہی میں (اگست ۲۰۲۵) ایک عالم صاحب نظام الدین پہونچے اس وقت مولانا سعد صاحب کا بیان چل رہا تھا اور بیان کا آخری مرحلہ تھا جس میں مولانا سعد صاحب کہ رہے تھے کہ آج لوگ اپنی محنت کو قلم اور اوراق کے پیچھے ضائع کر رہے ہیں میں قسم کھا کر کے کہتا ہوں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قلم سے دین کا کام ہو سکتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے قلم سے دین کا کام نہیں ہوتا اور مولانا نے مولانا یوسف کے حوالے سے کہا کہ قلم سے دین کا کام کرنا ایسا ہے جیسا کہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط لکھے تو وہ آپ نے ثبوت کے طور پر لکھے تھے کہ ہمارا خط لے کر فلاں آدمی آرہا ہے پہچان کے لیے ثبوت کے لیے اللہ کے رسول نے خط لکھے ہیں بس ان خطوط کی اتنی حیثیت ہے باقی قلم اور کاغذ سے دین کا کام نہیں ہوتا۔ "
جب کہ قرآن میں مجید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿١﴾ (سورۃ القلم، آیت:۱)

اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی، اور قسم صرف عظیم چیزوں کی کھائی جاتی ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ قلم اور تحریر دین کے پیغام کو پہنچانے کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾ (سورۃ البقرۃ، آیت:۲)

قرآن خود "کتاب" ہے، اور یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔ کتاب کو دین کے لیے غیر مؤثر کہنا گویا خود قرآن کو غیر مؤثر کہنا ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ (سورۃ النمل، آیت:۳۰)

سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو اسلام کی دعوت خط کے ذریعے دی، یہ تحریر سے دین کی تبلیغ کی صریح دلیل ہے۔

انبیاء کرام کے صحیفے:

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ﴿۳﴾ (سورۃ البینہ، آیت:۲،۳)

رسول پاکیزہ صحیفے تلاوت کرتے تھے جن میں سیدھی اور مضبوط باتیں لکھی ہوتیں، یہ بھی تحریری دعوت کا ثبوت ہے۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے علم کو لکھ کر محفوظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

" قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ " (المستدرک للحاکم:۳۶۵)

علم کو لکھ کر قید کرو، یعنی تحریر کے ذریعے محفوظ اور منتقل کرو۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے قیصر روم، کسریٰ فارس، نجاشی حبشہ اور دیگر حکمرانوں کو اسلام کی دعوت خط لکھ کر دی۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد)

قرآن، احادیث، فقہ اور دین کے سارے علوم کتابوں میں محفوظ ہیں، اسی سے پھیلائے جارہے ہیں، جب کہ مولوی سعد صاحب تقریر بل کہ دعوت کے مروج نہج کو ضروری بتلا کر صراحتا دین کے دیگر شعبوں کی تخفیف نیز عوام الناس کے ذہنوں سے انکی اہمیت کو ختم کر رہے ہیں۔

قال الشاطبي : والتبليغ كما لا يتقيد بكيفية معلومة لأنه من قبيل المعقول المعنى، فيصح بأي شيء أمكن من الحفظ والتلقين والكتابة وغيرها، وكذلك لا يتقيد حفظه عن التحريف والزيغ بكيفية دون أخرى، إذا لم يعد على الأصل بالإبطال كمسألة المصحف، ولذلك أجمع عليه السلف الصالح.(الاعتصام :۳۱۸/۱، دارابن الجوزی). قال ابن مازه البخاریؒ: والرسول صلى الله عليه وسلّم بعث داعياً للكل إلى الله تعالى، وقد دعا البعض بالمشافهة والبعض بالكتابة والرسالة، وكان داعياً في حق الكل(المحيط البرہانی:۲۴۹/٤،دار الكتب العلمية، بيروت). وقال السرخسي: إن النبي صلى الله عليه وسلم كان مأمورا بتبليغ الرسالة،وقد كتب إلى الآفاق،وكان ذلك تبليغا منه بمنزلة البيان باللسان. (شرح الجامع الصغير:۴۵۸/۲). وقال ابن عقيل: كان رسول الله ﷺ مأمورا بالبلاغ، فكان يكاتب، فلو لم يعلم أن الكتابة بلاغ يخرج به من عهدة الأمر لما أقامها مقام القول، فكذلك تبليغ العلم عنه ﷺ وبلاغ العلماء عنه كبلاغه عن الله.(الواضح فی اصول الفقه:۵۵/۵)

حاصل یہ ہے کہ جس بات پر شیخ الاسلام مد ظلہ نے نکیر فرمائی تھی، بل کہ انھیں سمجھانے کے لیے کہا تھا کہ دعوت کا مروجہ طریقہ فرض عین ہے تو اس کی حدود کیا ہیں، جس طرح دن میں پانچ نمازیں فرض ہے، مال کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے، اسی طرح دعوت میں جانے کے کیا حدود ہیں، سال میں ایک مرتبہ تین دن لگانے سے فرض ساقط ہو گا؟ مہینہ میں کتنی مرتبہ گشت کرنے سے فرض ذمے سے اتریگا؟ ان باتوں کا مولوی سعد کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، اس کے باوجود مولوی سعد صاحب اسی بات پر شدومد سے اڑے ہوئے ہیں اور بار بار اسے دوہرا رہے ہیں، بل کہ اوپر آپ نے پڑھا کہ نماز کی طرح فرض عین کہ رہے ہیں، کیا یہ احداث فی الدین اور تحریف نہیں ہے؟ کیا اب بھی اس شخص کے بدعتی گم راہ ہونے میں کوئی شک ہے؟

ایک جگہ تو مولوی سعد صاحب نے کہا کہ "اس زمانہ میں سب سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے راستہ میں خروج نہ کرنے کو جرم نہیں سمجھتے" اس میں صاف صاف خروج نہ کرنے کو جرم کہا ہے یعنی نہ نکلنے والے مجرم ہیں، گویا ان کی نظر میں تمام علماء جو دعوت کے مروجہ طریقہ سے جڑے نہیں ہیں مجرم کہلائیں گے، اور وہ بھی دین کے مجرم یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب (العیاذ باللہ)۔
اب ان کے یہ قول وہ اہل علم جو دعوت کے کام میں جڑے نہیں ہیں مگر ان کی تائید کرتے ہیں، وہ بھی فرض عین کے تارک اور مجرم (گناہ کبیرہ کے مرتکب) ہوئے۔
کیا کوئی بتا سکتا ہے مولوی سعد صاحب کے کتنے چلے اور چار مہینے لگے ہیں؟ اور کیا ابھی بھی لگا رہے ہیں؟ اگر نہیں تو ان کے یہ قول وہ بھی تارک فرض عین اور مجرم ٹھرے؟

یہ شخص شریعت میں من چاہی تشریح کرتے ہوے یہ بھی نہیں سوچتا کہ اس کے غلط اور برے نتائج کہاں تک پہونچتے ہیں۔
مولوی سعد ایک جگہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں" ہدایت اللہ کے ہاتھ میں نہیں، ہدایت اگر اللہ کے ہاتھ میں ہوتی تو نبیوں کو کیوں بھیجتا؟ (نعوذ باللہ من ذالک)۔
جب کہ قرآن مجید اس قسم کی آیتوں سے بھرا ہوا ہے کہ ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہدایت کوشش اور دعوت پر منتج نہیں ہے، اور اگر کوشش پر منتج ہوتی تو حضور اکرم ﷺ کے چچا ابو طالب اور دیگر مشرکین مکہ بھی ایمان لے آتے، چوں کہ ان پر بھی آپ ﷺ نے بڑی محنت کی تھی، دوسرے الفاظ میں ان لوگوں کا ایمان نہ لانا (نعوذ باللہ) حضور پاک ﷺ کی کوشش اور لگن میں کمی پر دال ہوگا۔
بہر حال مولوی سعد نے اگر عمداً یہ بات کہی ہے تو ان کا دعوی کفر کو مستلزم ہے، اس کے بعد اس دعوی سے براءت بھی ثابت نہیں، نیز فقہ کا قاعدہ ہے کہ کوئی باطل بات یا دعوی علانیہ ہو تو اس سے براءت بھی علانیہ ہونی چاہئے۔
ولأن الرجوع توبة، والتوبة تكون بحسب الجناية، السر بالسر، والعلانية بالعلانية، أي إذا كان الذنب سرا فالتوبة سرية، وإذا كان علانية فالتوبة علانية. (الفقه السلامى وأدلته)

اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن میں بیان فرمایا کہ ہدایت دینا صرف اس کے اختیار میں ہے:
إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ (سورۃ القصص، آیت:۵۶)
"بے شک آپ (ﷺ) جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔"
ایک جگہ فرماتے ہیں:
وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ (سورۃ الرعد، آیت:۳۳)
"اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"
یہ دونوں آیتیں واضح کر رہی ہیں کہ ہدایت اللہ کی صفت ہے، اور انبیاء کرام کا کام "پیغام پہنچانا" ہے، اصل ہدایت اللہ کی مشیت سے آتی ہے، اور ایسی بے شمار آیتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔
جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ذمے دعوت، تعلیم، تزکیہ ہے۔
قرآن کریم میں صاف صاف ہے:
مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ ..... ﴿٩٩﴾ (سورۃ المائدہ، آیت:۹۹)
"اور رسول پر صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔"
حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:
"ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہم صرف بات پہنچاتے ہیں۔" (تفسیر طبری، ۶/۳۹۶)
حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

"اگر اللہ توفیق نہ دے تو نبی بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا۔" (شعب الایمان، بیہقی ۲۸ / ۲)
اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ہدایت کے اللہ کی صفت ہونے کا انکار کرے تو وہ قرآن کی کھلی نصوص کے خلاف بات کر رہا ہے۔
واضح رہے کہ جن الفاظ میں ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار یا اعتراض ہو یا صریح حکم الٰہی کو تبدیل کر کے بیان کیا جائے یا دین کے کسی بھی حکم یا بات کا استہزا و مذاق اڑایا جائے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات میں سے کسی کا انکار، اعتراض، استہزا یا استخفاف ہو، یا کسی نبی علیہ السلام کی توہین و گستاخی یا استخفاف ہو، وغیرہ، اس قسم کے الفاظ کہنے سے (العیاذ باللہ) ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (فتاوی بنوری ٹاون)
فتاویٰ ہندیہ میں ہے:
"اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا انکار صریح کفر ہے۔"
ومنها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته وغير ذلك) يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به، أو سخر باسم من أسمائه، أو بأمر من أوامره، أو نكر وعده ووعيده، أو جعل له شريكا، أو ولدا، أو زوجة، أو نسبه إلى الجهل، أو العجز، أو النقص ويكفر بقوله يجوز أن يفعل الله تعالى فعلا لا حكمة فيه ويكفر إن اعتقد أن الله تعالى يرضى بالكفر كذا في البحر الرائق".
(هنديه: كتاب السير ، الباب التاسع فى احكام المرتدين جلد ۲ ص : ۲۵۸ ط : دار الفكر)
ہم یہاں مولوی سعد صاحب سے یقینی طور پر حسن ظن رکھتے ہوئے کہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان سے یہ جملے لاعلمی یا زبان کی لغزش کی وجہ سے نکلے ہوں گے، مگر یہ اتنے خطرناک جملے ہیں کہ لاعلمی میں نکلنے کے کے باوجود سمجھدار شخص مجمع عام میں اس سے برأت کا اظہار کرتا جو یہاں نہیں پایا گیا، خصوصاجب کہ علماء نے اس پر سخت نقد بھی کیا ہو۔

موصوف ایک جگہ کہتے ہیں:
"مجھے معلوم ہے میں تو اللہ کی طرف سے بول رہا ہوں مجھے معلوم ہے سب"
یہ وہ بڑا دعوی ہے جو اب تک سوائے پیغمبروں کے کسی نے نہیں کیا۔
قال الله تبارک وتعالى: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ (سورۃ النجم: آیت: ۳،۴)
خدا کے نام پر اس طرح بولنا سوائے پیغمبروں کے اور کسی کو حق نہیں ہے۔ اللہ کے پیغمبروں کا اس طرح بولنا اس لئے ہوتا ہے کہ ان کی بات خدا کی بات ہوتی ہے۔ اس امت میں ہزاروں ایسے حضرات ہوئے جنہیں خدا نے اپنی ولایت و محبت کا شرف عطا فرمایا وہ الہامات سے بھی نوازے گئے اور کرامات شرف سے بھی مشرف کئے گئے مگر ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کی طرف سے بول رہا ہوں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کوئی شخص بھی ولایت کے تمام مراتب و منازل طے کر جائے پھر بھی اسے یہ کہنے کی اجازت نہیں کہ میں خدا کی طرف سے بول رہا ہوں یہ صرف پیغمبر کا حق کیونکہ پیغمبر اپنی خواہشات کے تحت نہیں بولتے۔
گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
مولانا سعد کاندھلوی کا اپنے متعلق اس طرح کے الفاظ بولنا کسی طور درست نہیں ہے کیونکہ اس دعوی پر یہ بات لازم آئے گی کہ اب جو کچھ میں کہوں وہ خدا کی بات ہو گی اور جو شخص مجھے اور میری بات کو قبول نہیں کرے گا اور میری اطاعت و بیعت نہیں کرے گا وہ در حقیقت خدا کی بات کو رد کرے گا اور آخر کار وہ جہنم میں جائے گا۔

ایک جگہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں "معجزہ نبوت کا خاصہ نہیں بل کہ دعوت کا خاصہ ہے"۔ (استغفر اللہ)
جب کہ عقائد کی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ معجزہ نبوت کی تصدیق کے لیے ہوتا ہے، معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں بل کہ اللہ تعالی کا ذاتی فعل ہوتا ہے۔

دروس العقائد میں ہے:

معجزہ مشتق ہے عجز سے اور اس کے معنی ہیں عاجز کرنے والا۔ اصطلاحی معنی اس کے یوں بیان کئے گئے ہیں: اَلْمُعْجِزَةُ هِيَ أَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ يَظْهَرُ عَلَى يَدِمُدَعِي الرِسَالَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى. [الحصون الحميديه : ۵۵] ترجمہ: خلاف عادت وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدعیٔ رسالت (پیغمبر) کے ہاتھ پر ظاہر ہو، اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کے اختیار سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ذاتی فعل ہوتا ہے جو کہ نبی کے ہاتھ پر دعوی نبوت کے ثبوت کے لئے ظاہر کیا جاتا ہے۔

اسلامی عقائد میں ہے:

معجزہ کا دلیل نبوت ہونا۔

عام انسانوں کی فطرت ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی شخص غیر معمولی دعوی کرتا ہے تو وہ اس سے دلیل کے طلب گار ہوتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا دعویٰ ہوگا کہ ایک شخص یہ کہے کہ وہ لوگوں کی طرف خدا کا فرستادہ ہے۔ چونکہ یہ دعوی بہت بڑا اور بہت غیر معمولی (Extra-Ordinary) ہے اس لئے اس کی دلیل اور نشانی بھی غیر معمولی (Extra-Ordinary) ہونی چاہئے۔ اور اگرچہ وہ لوگ جو عالی فہم اور سلیم الطبع ہوتے ہیں ان کے لئے اصل دلیل تو نبی کی ذات وصفات اور اس کی تعلیم ہوتی ہے لیکن عام لوگ جو ظاہری اور حسی نشانیوں سے متاثر ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کو بھی تشنہ نہیں چھوڑتے اور ضرورت و مصلحت کے مطابق اپنے انبیاء کو ایسی نشانیاں عطا فرماتے ہیں جن کو دکھانے سے دوسرے تمام انسان عاجز ہوں تاکہ کوئی شخص انبیاء علیہم السلام سے معارضہ نہ کر سکے کہ ایسا تو اور لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ:

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ (سورۃ الشعراء، آیت: ۱۵۴)

"تم بھی ہماری طرح انسان ہو، اگر سچے ہو تو کوئی نشانی لے آؤ۔"

اس کے جواب میں حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ ...﴿۶۴﴾ (سورۃ ھود، آیت: ۶۴)

"اے میری قوم! یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے تمہارے لیے نشانی ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت دی تو وہ بولا:

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ (سورۃ الاعراف، آیت: ۱۰۶)

یاد رہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو کسی نبی یا ولی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ جب اللہ چاہتے ہیں ان کو ظاہر فرماتے ہیں نبی یا ولی کو قدرت حاصل نہیں ہوتی کہ وہ از خود جب چاہیں معجزہ یا کرامت کر کے دکھادیں۔ (اسلامی عقائد)

جنوبی افریقہ کے اجتماع میں مولوی سعد صاحب نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے شان میں گستاخی کرتے ہوئے بیان دیا کہ ۳۰۰ صحابہ نے منافق عبد اللہ بن اُبَی بن سلول کا ساتھ دیا تھا جنگ اُحُد میں، اسے بڑا مان کر اس کے ساتھ چلے گئے تھے، جب کہ حقائق واضح ہیں، وہ تین سو لوگ جو عبد اللہ بن اُبَی بن سلول نامی منافق کے ساتھ شامل ہوئے تھے خود منافقین تھے، یہ بات انتہائی غلط اور توہین آمیز ہے کہ یہ کہا جائے کہ نیک اور پاک صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کی ضرورت کے وقت چھوڑ دیا۔ مولانا سعد کا یہ کہنا کہ تین سو "صحابہ" نے منافقوں کے رہنما کا ساتھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ان کے ساتھ چلے گئے، یہ سراسر ضلالت و گمراہی ہے، مولوی سعد کی جانب سے صحابہ کا لفظ منافقین کے ساتھ استعمال کرنے کا آزادانہ استعمال سنگین نتائج کا باعث بن سکتا ہے، عوام الناس کے دلوں میں صحابہ کی عظمت کم کرنے کے مترادف ہے۔

صحابہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر متزلزل وفاداری اور عزم و قربانی قابلِ ذکر ہیں اور بلاشبہ ہیں، ان کی قربانیاں اور مصائب کے وقت ساتھ میں کھڑے رہنا ان کی بہادری نیز ان کے ایمان کامل کا ثبوت ہیں۔ یہ کہنا کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ

دیا، ان کے عظیم کردار کی تذلیل اور دینی بنیادوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے، صحابہ کے کردار کو شکوک و شبہات میں ڈالنا مسلمانوں کے دلوں میں مقام صحابہ نیز محبت صحابہ کو کم کرنے کی سعی اور کوشش ہے۔

اسی بیان میں مولوی سعد نے کہا کہ "چالیس صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، جب کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ صحابہ کرام کی اجتہادی خطا تھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں مولوی سعد کا الفاظ کا انتخاب ان کے مزاج کا عکاس ہے، جس سے دارالعلوم دیوبند کے فتوے کو تقویت ملتی ہے کہ "یہ اب انفرادی بیانات سے رجوع کا معاملہ نہیں رہا بلکہ ان کی ذہنیت بگڑ چکی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے تین خطوط کا خلاصہ:

...ہم... امت مسلمہ بالخصوص عام تبلیغی احباب کو اس بات سے آگاہ کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ مولوی محمد سعد صاحب کم علمی کی بنا پر اپنے افکار و نظریات اور قرآن وحدیث کی تشریحات میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے سے ہٹتے جا رہے ہیں، جو بلاشبہ گمراہی کا راستہ ہے، اس لیے ان باتوں پر سکوت اختیار نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ یہ نظریات اگرچہ ایک فرد کے ہیں، لیکن یہ چیزیں اب عوام الناس میں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں۔

جماعت کے حلقے میں اثر و رسوخ رکھنے والے معتدل مزاج اور سنجیدہ اہم ذمہ داران کو بھی ہم متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اکابر کی قائم کردہ اس جماعت کو جمہور امت اور سابقہ اکابر ذمہ داران کے مسلک و مشرب پر قائم رکھنے کی سعی کریں اور مولوی محمد سعد صاحب کے جو غلط افکار و نظریات عوام الناس میں پھیل چکے ہیں، اُن کی اصلاح کی بھرپور کوشش کریں، اگر ان پر فوری قدغن نہ لگائی گئی، تو خطرہ ہے کہ آگے چل کر جماعت تبلیغ سے وابستہ امت کا ایک بڑا طبقہ گمراہی کا شکار ہو کر فرقہ ضالہ کی شکل اختیار کرلے۔ (موقف دار العلوم دیوبند مورخہ ۲۲ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق 2016-11-23)

کئی بار رجوع کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مولانا کے ایسے نئے بیانات موصول ہو رہے ہیں، جن میں وہی مجتہدانہ انداز، غلط استدلالات اور دعوت سے متعلق اپنی ایک مخصوص فکر پر نصوص شرعیہ کا غلط انطباق نمایاں ہے، جس کی وجہ سے خدام دار العلوم ہی نہیں؛ بلکہ دیگر علمائے حق کو بھی مولانا کی مجموعی فکر سے سخت قسم کی بے اطمینانی ہے۔

ہمارا یہ ماننا ہے کہ اکابر رحمہم اللہ کی فکر سے معمولی انحراف بھی شدید نقصاندہ ہے، مولانا کو اپنے بیانات میں محتاط انداز اختیار کرنا چاہیے اور اسلاف کے طریق پر گامزن رہتے ہوئے نصوص شرعیہ سے ذاتی اجتہادات کا سلسلہ بند کرنا چاہیے؛ کیونکہ مولانا موصوف کے ان دور از کار اجتہادات سے ایسا لگتا ہے کہ خدانخواستہ وہ کسی ایسی جدید جماعت کی تشکیل کے درپے ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ اور خاص طور پر اپنے اکابر کے مسلک سے مختلف ہوگی، اللہ تعالی ہم سب کو اکابر واسلاف کے طریق پر ثابت قدم رکھے، آمین۔ (وضاحتی تحریر دارالعلوم دیوبند مورخہ 30-01-2018)

دارالعلوم دیوبند کے اکابر نے ۲۰۱۶ اور ۲۰۱۸ میں جن شکوک وشبہات کا اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ:

"مولوی محمد سعد صاحب کم علمی کی بنا پر اپنے افکار و نظریات اور قرآن وحدیث کی تشریحات میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے سے ہٹتے جارہے ہیں، جو بلاشبہ گمراہی کا راستہ ہے، اس لیے ان باتوں پر سکوت اختیار نہیں کیا جاسکتا۔"

اس تحریر کے بعد مولوی سعد مسلسل خلاف دین وشریعت بیانات دیتے رہے، جو ابھی بھی بہ دستور جاری ہے، لہذا ان کے اہل السنۃ والجماعت کے راستہ سے ہٹنے کے یقین کے ساتھ شرعاً گم راہ ہے۔

دارالعلوم کی تحریر میں واضح طور پر یہ بات ہے کہ:

"اگر ان پر فوری قدغن نہ لگائی گئی، تو خطرہ ہے کہ آگے چل کر جماعت تبلیغ سے وابستہ امت کا ایک بڑا طبقہ گمراہی کا شکار ہو کر فرقہ ضالہ کی شکل اختیار کر لے۔ "

مولوی سعد کے معتقدین میں جو علماء اور سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ ہیں، وہ مولوی سعد کی ہفوات کو غلط جاننے کے باوجود ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، یا خاموش ہیں، تو سمجھ جایئے کہ اب یہ کوئی فرقہ ضالہ بننے جارہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے اکابر کی ۲۰۱۶ اور ۱۸ تحریرات میں واضح اشارہ موجود ہے کہ "یہ شخص گم راہی کے راستہ پر ہیں" (العاقل يكفيه الإشاره) اب سات آٹھ سال کے بعد بھی اپنی روش سے نہیں ہٹے بل کہ مزید ڈھٹائی کے ساتھ اسی سمت آگے بڑھ رہے ہیں، اب اس شخص کے گم راہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یاد رہے کہ دارالعلوم دیوبند چہار دیواری کا نام نہیں ہے بل کہ یہ ایک فکر اور نظریہ کا نام ہے جسے اہل السنۃ والجماعۃ بھی کہا جاتا ہے، جس کا سرچشمہ دارالعلوم دیوبند ہے، یہ فکر عالم کے کسی بھی کونے سے دینی گم راہ لوگوں کا تعاقب کر سکتی ہے، اس پر قدغن لگا سکتی ہے، فکر دیوبند کے حامل کتاب وسنت کا علم رکھنے والے ہر فرد کی ذمے داری ہے کہ بلاخوف لومۃ لائم غلط کو غلط کہیں اور امت کی رہبری فرمائیں، آج غیر جانبداری کے فیشن نے امت کا ستیاناس مار دیا ہے، غلط کو غلط جاننے کے باوجود سکوت اختیار کرنے سے عند اللہ جواب دہی سے بچ نہیں سکتے، علمائے کرام کی بڑی جماعت کی حیران کن خاموشی نے اس شخص کو بڑھاوا دیا ہے۔

واضح رہے کہ کچھ علماء نے مولوی سعد کی ہفوات کو الگ الگ کتابچوں میں جمع کیا ہے جو مولوی سعد کی کچھ تقاریر کا حصہ ہے، (تمام علماء کو چاہئے کہ ایک مرتبہ ان کتابچوں کو ضرور ملاحظہ فرمائیں، جن کے اسماء اخیر میں تحریر کر دئے گئے ہیں) اس کے باوجود اطمینان نہ ہو تو بہ نفس نفیس کچھ وقت کے لیے نظام الدین جا کر مولوی سعد کے بیانات سن لیں، خود اندازہ ہو جائیگا کہ جتنا پڑھا گیا تھا، اس سے کچھ زیادہ ہی پایا گیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمالک صاحب مدظلہ (رئیس شعبۃ علوم الحدیث، ورکن مجلس فقہی دار الافتاء مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ) نے مولوی سعد کاندھلوی سے متعلق ایک استفتاء کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے، جس کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

"ہم نے مولانا سعد صاحب کے قدیم وجدید مفصل بیانات کا از خود بہت غور سے جائزہ لیا ہے، مولانا سعد صاحب کے ان بیانات اور ان کے حالات کی بنیاد پر ان کی جو چیزیں بالکل علانیہ طور پر سامنے آتی ہیں، وہ یہ ہیں:

{۱} مولانا سعد صاحب کے بیانات میں قرآن وحدیث کی غلط اور من مانی تشریحات موجود ہیں، جو تحریف اور تفسیر بالرای میں داخل ہے۔

{۲} ان کے بیان میں دین کے دیگر شعبوں پر سخت تنقید بلکہ ان کا استخفاف ہوتا رہتا ہے، جو فکری گمراہی اور غلو فی الدین کی منکر ترین صورت ہے۔

{۳} ان کے بیانات میں دعوت و تبلیغ کی ایک محدود صورت کے علاوہ دیگر مشروع صورتوں کا انکار ہوتا رہتا ہے، دعوت و تبلیغ سے متعلق سارے نصوص شرعیہ کو صرف اپنی احداث کردہ ایک ہی صورت پر منطبق کیا جاتا ہے، یہ بھی غلو، تحریف فی الدین اور فکری بدعت ہے اور فکری بدعت بدعت سیئہ کی خطرناک قسم ہے۔

{۴} ان کے بیانوں میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں بے ادبی بھی پائی جاتی ہے، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، یہاں تک کہ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بارے میں بھی نازیبا انداز سے انہوں نے نکتہ چینی کی ہے! یہ کتنی خطرناک گمراہی ہے، اسے واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر غور کیا جائے تو (مقرر موصوف کی) غلط نظریات کی پشت پر بالعموم سیرت اور تاریخ کا کوئی واقعہ نظر آئے گا جس کو یا تو غلط سمجھا گیا، یا سیرت کی دیگر روایات سامنے نہیں رکھی گئیں، یا اصول فقہ میں دسترس نہ ہونے کی وجہ سے استنباط میں غلطی ہوئی، یا منکر اور معلول روایت کو صحیح سمجھ لیا گیا"۔

{۵} موصوف نے دین اور دعوت دین کا ایک مصنوعی اور خود ساختہ خاکہ ذہن میں تیار کر لیا ہے، اس کو وہ سنت سمجھتے ہیں، اور اسی کو سیرت قرار دیتے ہوئے تعلیم وتربیت اور دعوت کے دوسرے مشروع ومباح طریقوں کی علی الاعلان تغلیط وتردید کرتے ہیں"۔ مقرر موصوف قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات پر ایک مخصوص ذہنیت کے ساتھ غور وفکر کر کے غلط نتائج پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ان کے اسلوب وانداز بیان سے منصب نبوت پر بھی آنچ آجاتی ہے، واقعات کو پیش کرتے وقت وہ اپنی فہم سے ایسے امور بڑھا دیتے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اور واقعات پر تبصرہ کرتے وقت ایسا پر خطر اسلوب اختیار کرتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ہرگز شایان شان نہیں ہوتا ہے، وہ واقعات کا اس طرح تذکرہ کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ نبی کی غلطی پکڑ رہے ہیں، اور یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اس بارے میں نبی سے غلطی ہو گئی، ان کی پیروی نہیں کی جائے گی، تم ان کی طرح ایسا نہ کرنا!!۔

{۶} اپنی غلط باتوں کو ثابت کرنے کے لیے آیت، حدیث، واقعہ سیرت نبویہ، واقعہ سیرت صحابہ میں معنوی تحریف کرنا، روایات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دینا یہ تو ان کے بیانات میں ایک عام چیز ہے۔

{۷} پہلے کے کسی مصنف کی کوئی شاذ بات مل جائے یا کہیں کسی کے زلات وتسامحات مل جائیں تو ان کو غنیمت سمجھ کر اپنی حمایت میں پیش کرنا یہ ان کا اور ان کے متبعین کا خاص وطیرہ ہے۔

{۸} علمائے معاصرین اور مشائخ کرام کے بارے میں بد زبانی کرنا اور ان کے بارے میں بدگمانی پھیلانا ان کے بیان میں ایک عام چیز ہے۔

{۹} پوری دنیا میں عوام کو علمائے کرام کے مقابل کھڑا کر دینا، بالخصوص ہندوستان اور بنگلہ دیش میں تو بالکل علانیہ طور پر اپنے غلط نظریات اور مشتبہ پالیسی کے ذریعہ عوام کو مدارس اور علمائے کرام کے مقابل کھڑا کر دیا، ان کا لسان حال یہ کہتا ہے کہ جتنا چاہو ان کی مخالفت کرو اور جتنا چاہو ان کا مقابلہ کرتے رہو۔

ادھر تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء کی زیارت کو عبادت سمجھو، اور یہ کہ مدارس دین کے قلعے ہیں، کبھی یہ بھی کہا کہ علماء کو اپنا محسن سمجھو، ان کی اصلاح قبول کرو۔۔۔، لیکن اپنے بیانات اور کردار کے ذریعہ لوگوں کے ذہن میں بالکل الٹا نظریہ جما دیا، جس کے آثار ہر جگہ لوگوں کے سامنے موجود ہیں۔

ہمارے نزدیک تو صرف یہی بات مولانا سعد صاحب کی گمراہی کے لیے کافی تھی، کیونکہ داعی کا کام ہے عوام کو علماء ومشائخ کے ساتھ جوڑنا، نہ ان کے مابین دوری پیدا کرنا، چہ جائیکہ عوام کو علماء کے بالمقابل کھڑا کر دینا! اب جب اس شدید گمراہی کے ساتھ گمراہیوں کا ایک اور انبار موجود ہے پھر اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

{۱۰} ملت اسلامیہ میں جتنے لوگ کج روی وکج نظری کا شکار ہوئے، اگر غور وتامل سے دیکھا جائے تو ان کی گمراہی کا یہی ایک سبب تھا کہ انھوں نے اجتہادی صلاحیتوں سے محرومی کے باوصف ائمۂ اجتہاد، سلف صالحین، اور معاصر اہل حق علماء پر اعتماد کرنے کے بجائے خود رائی وخود روی اختیار کر کے اپنا راستہ الگ بنا لیا، پس دار العلوم دیوبند نے ۱۳۱ جنوری ۲۰۱۸ کی تحریر میں جس امر پر متنبہ کیا تھا وہ بالکل مبنی بر حقیقت تھا، کہ مقرر موصوف کم علمی اور طبیعت کی آزادی کی وجہ سے قرآن وحدیث اور سیرت صحابہ میں مجتہدانہ انداز سے غور وفکر کر کے دور از کار اجتہادات کرنے کی روش پر چل رہے ہیں، جس کی وجہ سے شاذ اور منکر اقوال وآراء اور غلط وگمراہ کن افکار ونظریات یکے بعد دیگرے مسلسل سامنے آرہے ہیں"۔ (انتہی) (حضرت مفتی صاحب کا مکمل فتوی ضرور پڑھنا چاہیئے، گمراہیت کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔)

حاصل یہ کہ مولوی سعد کے بیانات اپنی نظریات کی خاطر آیات واحادیث، واقعات سیرت اور دینی اصطلاحات میں تحریف کرنا، آیت کے ترجمے میں اپنی طرف سے کچھ جوڑ دینا، حدیث میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر دینا؛ بلکہ کوئی حدیث برجستہ گھڑ لینا؛ یہ سب ان کے بیانات میں

ایک معمولی چیز ہے اور کسی ادنی مناسبت سے؛ بلکہ کسی بھی مناسبت کے بغیر ہی کسی تبلیغی جماعت کے حادث اصطلاحات کو سیرت اور حیات صحابہ کے مختلف واقعات میں بلا جھجھک استعمال کرتے رہنا، یہ تو گویا ان کے نزدیک کوئی گناہ ہی نہیں، وہ تو یہ کام بالکل ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ ان واقعات میں گویا یہ اصطلاحات بالکل ان کے یہاں مروج معنی ہی میں استعمال ہوئے ہیں، حد یہ ہے کہ کبھی تو ان واقعات میں ان اصطلاحات کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں ہوتا، اور قریب و بعید کا کوئی ایسا لفظ بھی موجود نہیں ہوتا کہ اسے غلط مفہوم پہنا کر یہ اصطلاحات استعمال کیے جارہے ہوں، پھر بھی وہ واقعہ بیان کرتے وقت اپنی طرف سے ان اصطلاحات کو وہاں داخل کرتے رہتے ہیں، احداث، بدعت اور شریعت میں دخل اندازی اگر یہ نہیں تو پھر کیا ہے؟ کیا ان سب باتوں کے باوجود مولوی سعد کو گمراہ نہیں کہا جائیگا؟ کیا اب بھی یہ مسلک کے اختلاف کی مانند کہا جائیگا؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریف دین کے اسباب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: وأن يلتزم السنن والأداب كإلتزام الواجبات، یعنی۔ دین میں ایک تحریف یہ بھی ہے کہ سنن اور مستحبات کو واجب کی طرح لازم و ضروری قرار دے لیں۔
(حجة الله البالغة ج ا ص ٢٤١ و من اسباب التحريف التشد باب احكام الدين من التحريف.)

علمائے ایم پی کی ایک جماعت کی جانب سے مولوی سعد کاندھلوی کی کچھ باتوں کو لے کر دارالعلوم دیوبند سے استفتاء کیا تھا، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند نے اس پر ایک مفصل فتوی تحریر کیا ہے، جس کے آخری سطور مندرجہ ذیل ہیں۔
"مقرر صاحب کے ارسال کردہ بیانات ازروئے شرع درست نہیں ہیں، ان بیانات کی بیشتر باتیں نصوص شرعیہ سے خود ساختہ استنباط اور قرآن وحدیث اور سیرت صحابہ کی غلط یا مرجوح تشریحات پر مبنی ہیں، ان جیسے بیانات کو آگے پھیلانا اور کسی بھی ذریعہ سے اس کی نشر و اشاعت کرنا جائز نہیں ہے، مقرر صاحب پر ضروری ہے کہ اس طرح کے بیانات سے کلی اجتناب کریں، بیانات میں سلف صالحین اور ہمارے اکابر کی تشریحات کا اتباع کریں اور ان سے سر مو انحراف کرکے انتشار و خلفشار کا باعث نہ بنیں، یہی سلامتی کا راستہ ہے اور اسی میں ہم سب کے لیے خیر ہے۔
جو حضرات دانستہ طور پر ان جیسے بیانات کی تاویلات کر رہے ہیں اور مقرر صاحب کا دفاع کرکے سیدھے سادے عوام کو غلط رخ پر ڈال رہے ہیں، ان کا طرز عمل افسوس ناک ہے، وہ عند اللہ جواب دہ ہوں گے۔
دار العلوم دیوبند تبلیغی جماعت کا من حیث الجماعت کبھی مخالف نہیں رہا، یہ ہمارے اکابر کی بنائی ہوئی ایک اہم دینی جماعت ہے اور دین کی نشر و اشاعت کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

دار العلوم دیوبند اس سے پہلے بھی تفصیلی موقف اہل علم کی خدمت میں شائع کرکے اپنا دینی و شرعی فریضہ انجام دے چکا ہے اور اب بھی اپنے موقف پر قائم ہے اور اب یہ مزید مفصل و مدلل موقف اہل علم کی خدمت میں پیش کر رہا ہے، عوام کو چاہیے کہ وہ قابل اعتماد مقامی علمائے کرام جن سے مسائل شرعیہ میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اس معاملے میں بھی ان سے رجوع کریں، اللہ تعالی ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور امت مسلمہ کی ہر طرح کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے، آمین." (انتہی)

لہذا یہ شخص اپنے ذہن اور دماغ کی قوت سے قرآن اور احادیث کے مطالب کی اختراع کرتا ہے اور من پسند تفسیر کرتا ہے وہ قرآن و احادیث کے معانی کی تحریف کے درپے ہے اور بدترین قسم کا گمراہ ہے اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "ضلوا فاضلوا" کا صحیح مصداق ہے، ایسے شخص کے بیانات سننا جائز نہیں، اس کے اجتماع میں شرکت سے مکمل احتیاط چاہئے، ایسے شخص سے برأت کا اظہار کرنا ہر عالم کی ذمے داری ہے۔
اسی طرح وہ علماء اور سمجھدار لوگ جو مولوی سعد کی گم راہ کن باتوں کو غلط جاننے کے باوجود علی وجہ البصیرت ان کے ساتھ کھڑے ہیں، ان کا بھی وہی حکم ہے جو مولوی سعد کا ہے۔

البتہ عوام الناس کا ایک بڑا طبقہ صرف دین کے نام پر نظام الدین سے جڑا ہے، مولوی سعد کی ہفوات سے وہ واقف نہیں، انھیں گم راہ نہیں کہا جائیگا۔

اللھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه أورنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه . فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ: مفتی جنید بن محمد پالنپوری

کتبہ: محمد جنید پالنپوری
مؤرخہ یکم ربیع الاول ۱۴۴۷

مفتی جنید بن محمد عفی عنہ پالنپوری
دار الافتاء والارشاد مجلس البرکۃ (ممبئی)

مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری مدظلہ العالی
مفتی اعظم مہاراشٹر، الہند

الجواب صحیح
حررہ العبد عزیز الرحمٰن غفرلہ
مؤرخہ ۹ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ

مولانا محمد عبد القوی قاسمی مدظلہ العالی
ناظم ادارہ اشرف العلوم، حیدر آباد

محمد عبد القوی
ناظم ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - و بہ نستعین
مولانا مفتی جنید پالنپوری صاحب زید مجدہم نے مولانا سعد صاحب کاندھلوی کی جن باتوں پر شریعت کی روشنی میں سلف سے انحراف اور گمراہی کا فتویٰ دیا ہے یہ عاجز اپنی معلومات کی روشنی میں اس سے اتفاق کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کے قائل کو اعتراف کی توفیق دے اور امت مسلمہ کو ان کے شرور سے محفوظ رکھے۔ آمین
وصلی اللہ علی النبی الکریم
محمد عبد القوی
۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ

مفتی شفیق احمد قاسمی مدظلہ العالی
دار الافتاء جامعۃ الامام أبي حنيفة، بنگلور

الجواب صحیح والمجیب مصیب
بندہ مذکورہ تحریر کی اس حیثیت سے تائید کرتا ہے کہ جناب مولانا سعد صاحب باوجود علمائے حق کی جانب سے توجہ دلانے اور غلط باتوں کی اصلاح کرنے کے اپنی ضد پر قائم ہیں اور غلط اجتہادات کا سلسلہ بدستور جاری ہے لہذا ان کے خلاف سخت قدم اٹھانا چاہیے تاکہ امت کو گمراہی سے بچایا جاسکے۔ فقط واللہ اعلم
محمد [illegible]
دار الافتاء جامعۃ الامام ابی حنیفہ بنگلور
۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ
۲۲ ستمبر ۲۰۲۵ء

مفتی فرید احمد کاوی مدظلہ العالی
استاذِ فقہ وحدیث جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

فرید احمد کاوی
مدرس فقہ وحدیث
علوم القرآن جمبوسر

مفتی اسجد دیولاوی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث وصدر مفتی، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

العبد اسجد دیولاوی عفی عنہ
مؤرخہ: ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۴۷ھ

جامعہ علوم القرآن جمبوسر
دار الافتاء
جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات

مفتی لطیف الرحمٰن مدظلہ العالی / ممبئی

لطیف
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ
مفتی لطیف الرحمٰن ولایت علی

مفتی محمد حارث پالنپوری مدظلہ العالی / ممبئی

الجواب صحیح
العبد محمد حارث عفی عنہ پالنپوری
مؤرخہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۴۷ھ

مفتی محمد حارث بن یونس پالنپوری
خادم دار الافتاء والارشاد رشیدیہ [illegible] ممبئی